كتاب الخراج والفئ

فئ کا معنیٰ :

اس سے مراد وہ مال ہے کہ جو مسلمانوں کو دشمنوں کی طرف سے بغیر مشقت (جنگ وجدال کی مشقت) کے حاصل ہو جائے۔

غنیمت :

یہ وہ مال ہے کہ جو مسلمانوں کو کفّار سے جنگ کے ذریعے حاصل ہو۔

نوٹ : ان (یعنی اموالِ غنیمت) اموال میں سے خُمس نکالنے کے بعد ان کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جو مالِ فئی ہوں وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ انتظام رہتے ہیں۔ سرکار علیہ السلام اس مال کو اپنے، اپنے اقرباء، فقراء، مساکین اور عام مسلمانوں کی فلاح پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔

عشری اور خراجی زمین میں فرق :

وہ زمین کہ جو مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں میں تقسیم ہو وہ عُشری زمین ہے اور ہر وہ زمین جو جنگ سے حاصل کر لینے کے بعد بھی وہاں رہنے والوں کی ہی ملک میں برقرار رہے وہ خراجی زمین ہے۔

جس نے کسی غیر آباد زمین کو آباد کیا؟ (اسکے عُشری یا خراجی ہونے)

عند ابی یوسف : زمین کے خراجی ہونے میں اسکے قُرب کا اعتبار کیا جائے گا اگر وہ خراجی زمین کے قریب ہے تو خراجی ہے اور اگر عُشری زمین کے قریب ہے تو عُشری ہے۔

عند محمد : اگر زمین کو کنواں کھود کر، زمین کے چشمے یا ان بڑے بڑے دریاؤں کے پانی سے سیراب کیا ہو کہ جنکا کوئی مالک نہ ہو تو ان صورتوں میں وہ زمین عُشری ہے اور اگر اس زمین کو عجمیوں

کی کھودی ہوئی نہروں سے سیراب کیا ہے تو وہ خراجی زمین ہے۔

(ھدایہ اولین)۔

خراج کی مقدار:

کاشتکاری میں کم و بیش مشقت ہوتی ہے لہٰذا مشقت کے فرق کی وجہ سے وظیفۂ خراج میں بھی تفریق کی گئی ہے۔

انگوروں کی بیل میں سب سے زیادہ یعنی دس درہم فی جریب (تیس گز زمین کو جریب کہتے ہیں) وظیفہ مقرر کیا گیا ہے جبکہ غلّے کی کھیتی باڑی میں کم یعنی ایک صاع غلّہ اور ایک درہم فی جریب وظیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ سبزیوں کی کاشت میں درمیانی وظیفہ یعنی پانچ درہم فی جریب وظیفہ مقرر کیا گیا ہے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ زمینوں سے پیداوار کے نصف سے زیادہ خراج نہ لیا جائے کیونکہ کاشتکار نصف پیداوار سے زیادہ ادا کرنے کا متحمل نہیں ہوگا۔ اگر کاشتکار امام کے مقرر کردہ خراج کو ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھے تو امام کو اسکی مقدار میں کمی کر دینی چاہیے۔ (ھدایہ اولین)۔

راعِی کا معنیٰ:

لُغت میں اس کا معنیٰ ہے (چرواہا)۔

اصطلاح میں ہر محافظ اور حاکم کو راعی کہا جاتا ہے جیسے چرواہا بکریوں کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ بکری تلف ہونے کی صورت میں اس سے مالک مطالبہ کرتا ہے ٹھیک ایسے ہی رَبّ تعالیٰ اپنے بندوں سے سوال کرے گا۔

نوٹ:

طالبِ مَنصب کو مَنصب نہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ طالبِ مَنصب کے ساتھ اللّٰہ عزّوجلّ کی توفیق نہیں ہوتی۔ (شرح النووی)۔

عَرافہ:

عَرافہ چوہدری یا کسی قوم کے ذمہ دار کو کہتے ہیں۔

حدیثِ مبارکہ میں ایسے لوگوں کو جہنمی کہا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی چوہدراہٹ کی وجہ سے لوگوں پر ظُلم کرتے ہیں۔

خلیفہ:

نائب یا قائم مقام کو خلیفہ کہا جاتا ہے۔ اصل شخص کی وفات کے بعد اس کی جگہ ایک نائب بنایا جاتا ہے جو خلیفہ کہلاتا ہے۔

اس بارے میں چند صورتیں ہیں:

Scanned by CamScanner

جب خلیفہ قریب المرگ ہو تو اس کے لئے خلیفہ بنانا اور نہ بنانا دونوں امر جائز ہیں۔ اگر خلیفہ بنائیں تو نبئ کریم علیہ السلام کی سنت پر اور اگر خلیفہ بنائیں تو سیدنا صدیقِ اکبر کی سنت پر عمل ہو گا۔

مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے اور یہ وجوب شرعی ہے نہ کہ عقلی۔

کیا صدیق اکبر نے خلیفہ مقرر کر کے سُنّت کی مخالفت کی؟

جی نہیں

اس بات کا جواب یہ ہے کہ صدیقِ اکبر نے جس شخصیت (عمرِ فاروق) میں خلافت کی زیادہ اہلیت جانی اسے مقرر فرما دیا لیکن سرکار علیہ السلام نے ایسا اس لئے نہ کیا تھا کہ آپ کو صدیقِ اکبر ہی کی خلافت قائم ہونے کا علم تھا تو انہوں نے اپنے علم پر ہی اکتفاء فرمایا تھا۔

سرکار علیہ السلام نے نابالغ سے بیعت کیوں نہ لی؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بیعت میں فرائض و واجبات کی ادائیگی اور نواہی سے اجتناب ضروری تھا اور چونکہ نابالغ ان باتوں کا مکلّف نہیں اس لئے سرکار علیہ السلام نے ان سے بیعت نہ لی لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ پیر بھی نابالغ کی بیعت نہیں لے سکتا بلکہ پیر کسی شئ کو واجب و لازم نہیں کرتا فقط برکت کے لیے بیعت لیتا ہے اس لئے یہ مستثنیٰ ہے۔

عاملین کو دیئے جانے والے تحفے:

اُن تحائف کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ یہ دوسرے (مطلقاً دیئے جانے والے) ھدایا کی طرح نہیں ہیں بلکہ رشوتاً دیئے جاتے ہیں لہٰذا یہ حرام ہیں کیونکہ عاملین کو لوگ جو بھی ھدیہ دیتے ہیں اس کی غرض فاسد ہوتی ہے تاکہ عامل ان کے بارے میں تخفیف سے کام لے۔

فئی کے متعلق مذاہبِ أربعہ:

عند الجمہور: امامِ اعظم، مالک، احمد اور جمہور فقہاء کے

نزدیک وہی رائے ہے کہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کو فتح کرنے کے بعد ہر جریب
پر ایک صاع (چاول کلو غلہ) اور ایک درہم مقرر فرمایا تھا بشرطیکہ
اس زمین پر پانی پہنچتا ہو اور جس زمین میں ککڑی خربوزے وغیرہ کاشت
ہوں اس کے ہر جریب پر پانچ درہم مقرر فرمائے اور جس زمین میں انگور کی
بیل یا کھجوروں کے درخت ہوں اس کے ہر جریب پر دس درہم مقرر فرمائے۔
یہ شرح جناب عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں مقرر فرمائی
اور کسی نے اسکا انکار نہ فرمایا تو اسی پر اجماع ہوا۔

عند الشافعی:

جو حکم غنیمت کا ہے وہی حکم مالِ فئی کا ہے یعنی
مالِ فئی کی تخمیس کی جائے پھر اس خُمس کو مصارفِ خُمس میں صرف کیا جائے
اور بقیہ اربعہ اخماس کو مقاتلین پر تقسیم کر دیا جائے۔

غنیمت اور فئی میں فرق:

مالِ غنیمت وہ مال ہے کہ جسے
مسلمان فوج دشمن سے مقابلے میں فتح یاب ہو کر حاصل کرے لیکن
فوج میں اس مال کو تقسیم کرنے کی صرف یہی وجہ نہیں ہے بلکہ اصل وجہ یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح عطا
فرمائی ہے اور درحقیقت یہ اسلامی نظام کی فتح ہے جسے قائم کرنے کے
لئے مسلمانوں نے جنگ کی تھی اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ خمس نکالنے
کے بعد مالِ غنیمت کے عنوان سے جو مال ان کو دیا جائے اس کو بھی وہ اللہ
تعالیٰ کی عبادت، اطاعت اور احکام میں صرف کریں تاکہ دنیا کو مسلمانوں
اور کافروں میں مال خرچ کرنے کا انداز پتہ چلے۔
مالِ غنیمت کے برخلاف مالِ فئی کی یہ نوعیت نہیں ہے۔
کیونکہ مالِ فئی کو حاصل کرنا جنگ و جدال کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس کی
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے محبوب علیہ السلام
اور مؤمنین کو کفار پر غالب کر دیا اور اسلام کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے
کفار اپنے اموال کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بغیر کسی جنگ و جدال کے یہ
مال مسلمانوں کو حاصل ہو گیا۔

Scanned by CamScanner

غنیمت اور فئی کا حکم؟

غنیمت کا حکم:

مالِ غنیمت کے کُل پانچ حصّے کئے جائیں گے جن میں سے چار حصّے قتال کرنے والوں میں تقسیم کیئے جائیں گے اور ایک حصّہ بیت المال میں جمع کر کے اُسے غریب، فقراء، مساکین، مسافرین اور مسلمانوں کے دفاعی اُمور میں خرچ کیا جائے گا۔

فئی کا حکم:

مالِ فئی، کو رسول علیہ السلام کے قرابت داروں، یتٰمیٰ اور مساکین پر خرچ کیا جائے گا۔ رسول علیہ السلام کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ علیہ السلام کا حصہ ساقط ہوگیا۔ امام شافعی کے نزدیک یہ حصّہ امام اور خلیفہ پر خرچ کیا جائے گا اور آپ علیہ السلام کے قرابت داروں کا حصّہ فقراء و مساکین میں آگیا۔ یہ تقسیم کی وہی صورت ہے جو خُمس میں بیان کی گئی۔

حضرت عباس و علی و فاطمہ رضی اللہ عنہا و عنہما نے عِلم ہونے کے باوجود صدیق و عمر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟

احمد بن علی بن حجر عسقلانی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ان حضرات کو اس حدیثِ مبارکہ کا تو عِلم تھا مگر اس کی عمومیت ان سے پوشیدہ تھی جبکہ صدیق و عمر کے نزدیک یہ حدیث عموم پر محمول تھی اور دیگر صحابہ کا بھی یہی مؤقف تھا مگر ایسا لگا ان حضرات کو اپنی بات پر اصرار تھا تو انھوں نے دونوں خلفاء سے اس کا مطالبہ فرمایا۔

مزید یہ کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ "آپ دونوں نے پہلے صدیق اکبر اور پھر مجھے جھوٹا اور عہد شکن گمان کیا" یہ حقیقۃً جھوٹا سمجھنے کے اعتبار سے نہیں بلکہ معاملے کی حد تک ہے۔ یعنی اس بات کا محمل یہ ہے کہ آپ نے سچوں کے ساتھ جھوٹوں والا معاملہ فرمایا ہے نہ کہ حقیقت میں اُنہیں جھوٹا سمجھا ہے۔

Scanned by CamScanner

فِدک:

فدک یہ خیبر کا ایک علاقہ ہے جس میں کھجوروں کے باغات اور چشمے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ علاقہ بطورِ فئی سرکار علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

تقسیمِ خمس

عند الحنابلہ:

خمس کے پانچ حصے کیے جائیں ایک سرکار علیہ السلام، ایک آپ علیہ السلام کے اقرباء، ایک یتیمی اور ایک مساکین اور ایک مسلمانوں کے لئے ہے۔

دلیل:

آیتِ مبارکہ میں ہے کہ ~~سرکار علیہ السلام~~ اللہ عزوجل نے فرمایا:
تم جتنا بھی مالِ غنیمت حاصل کرو تو بے شک اسکا پانچواں حصہ اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اور (رسول علیہ السلام) کے اقرباء کے لئے اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے۔ اور رسول علیہ السلام کا حصہ مصالح المسلمین میں صرف کیا جائے گا۔

عند المالکیہ:

آیتِ مبارکہ میں ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:
مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول علیہ السلام کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حصے سے متعلق دو قول ہیں:

1: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ السلام کا ایک حصہ ہے۔

2: رسول علیہ السلام کے پاس غنیمت لائی جاتی ہے اس کے چار حصے لشکرِ اسلام میں تقسیم ہوتے ہیں اور ~~ایک~~ سرکار علیہ السلام اور انکے اقرباء اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو ایک ایک حصہ ملتا ہے۔

اسی طرح رسول علیہ السلام کے حصے سے متعلق بھی دو قول ہیں:

1: اس حصے کا ذکر استفتاحِ کلام کے لئے ہے جیسے اللہ کا حصہ۔

2: آپ علیہ السلام کے حصے کی کیفیت میں چار قول ہیں:

Scanned by CamScanner

۱۔ آپ علیہ السلام کے اقرباء کو بطور وراثت ملے گا۔
۲۔ آپ علیہ السلام کے خلیفہ کو ملے گا۔
۳۔ گھوڑوں اور ہتھیاروں میں صرف ہوگا۔
۴۔ عامۃ المسلمین کے مصالح میں صرف ہوگا۔

عند الشوافع:

خمس کی تقسیم کی کیفیت میں مشہور قول یہ ہے کہ اس کے پانچ حصوں میں سے ایک سرکار علیہ السلام، ایک آپ علیہ السلام کے قرابت دار، بقیہ تین حصے یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہیں۔

سرکار علیہ السلام کے وصال ظاہری کے بعد بھی پانچ حصے ہوں گے لیکن سرکار علیہ السلام کا حصہ مصالح المسلمین میں خرچ ہوگا جہاں سرکار علیہ السلام خرچ فرماتے تھے مثلاً مجاہدوں، گھوڑوں وغیرہ میں اسے خرچ کیا جائے گا۔

عند الاحناف:

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ سرکار علیہ السلام کی حیات طیبہ میں اس کے پانچ حصے ہوا کرتے تھے (اسکی تفصیل سورۃ الانفال۔ آیت ۴۱ میں ہے)۔

لیکن آپ علیہ السلام کی وفات ظاہری کے بعد آپ علیہ السلام اور ذوی القربیٰ کے حصے میں علماء کا اختلاف ہے

۱۔ عندنا:۔ آپ علیہ السلام کا حصہ ساقط ہوگیا ہے ۔ ۱۔ عند الشوافع:۔ آپ علیہ السلام کا حصہ خلفاء کی طرف منتقل ہوگیا کہ وہ مصالح المسلمین میں مشغول رہتے ہیں۔

دلیل: (عندنا)

خمس سرکار علیہ السلام کا خاصہ تھا جیسا کہ صفی اور فئی آپ کا خاصہ تھے پھر آپ علیہ السلام کے بعد ان میں کسی کی خصوصیت نہ تھی تو واجب ہے کہ خمس میں بھی کسی کی خصوصیت نہ ہو۔ لہذا یہ خلفاء کو نہیں دیا جائے گا۔

۲۔ عندنا:۔ بنو ہاشم کے فقراء کو خمس میں سے دیا جائے گا۔ ہمارے نزدیک خمس کے تین حصے ہوں گے۔ ایک یتیموں کے لئے، ایک (۱)

(۱)۔۔۔ البتہ اغنیاء بنو ہاشم کو نہیں دیا جائے گا۔

Scanned by CamScanner

۲۔ عند الشوافع:- آپ فقراء کے لئے اور ایک مسافروں کے لئے۔ آپ علیہ السلام کی قرابت داروں کا حصہ اب بھی برقرار ہے اور اس میں فقراء و أغنیاء برابر ہیں۔

دلیل: (عندنا)

خلفاء راشدین نے بھی ہمارے أئمہ کی طرح تین حصے فرمائے تھے اور ان ہی کی اِقتدا کافی ہے۔

سہم الصفی:

نبی کریم علیہ السلام کے لئے خاص حصہ ہوا کرتا تھا جسے "صفی" کہتے ہیں اگر آپ چاہتے تو غلام یا باندی وغیرہ کو خمس سے قبل ہی اختیار فرمالیا کرتے۔

اہلِ یمن کی زمین کا حکم؟

اہلِ یمن چونکہ از خود اسلام لے آئے تھے اس لئے ان کی زمین بھی عُشری ہے۔ اس کی واضح دلیل اسی باب کی پہلی حدیث ہے۔ (ایک بار دیکھ لو مدنی مُنّے)

جزیہ:

اس کا معنیٰ ہے "کسی کو واجب أدا کرنا"۔
اصطلاح میں اس سے مراد وہ رقم ہے جو ذِمّی أپنی حفاظت کے لئے أدا کرتا ہے۔
کفار کی ذوات پر جو مال مقرّر کیا جاتا ہے وہ جِزیہ کہلاتا ہے۔

أقسامِ جزیہ:

اسکی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ جو صلح سے لی جاتی ہے۔ اسکی مقدار معیّن نہیں۔
۲۔ جو اہلِ کتاب سے ہر سال جبرًا لیا جائے اور بدلے میں انکو انکے املاک پر برقرار رکھا جائے۔

جزیہ کن سے لیا جائے؟ مذاہبِ اربعہ

Scanned by CamScanner

عند الائمۃ الثلاثہ : (امام اعظم، احمد، شافعی)

جزیہ صرف اہلِ کتاب سے لیا جائے گا خواہ وہ عربی ہو یا عجمی۔

عند المالک :

جزیہ لیا جائے گا مرتد کے سوا ہر کافر و مشرک سے خواہ انکا کفر و شرک کسی بھی قسم کا ہو۔

عند الامام الاعظم :

یہود السامرہ (ستاروں کی پوجا کرنے والے) بھی اہل کتاب میں شامل ہیں تو ان سے بھی جزیہ لیا جائے گا۔

عند الصاحبین :

یہود السامرہ اہل کتاب نہیں ہیں کہ یہ ستاروں کی پوجا کرتے ہیں تو ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

مقدارِ جزیہ میں مذاہبِ فقہاء :

عند الشافعی :

بالغ و آزاد پر ہر سال ایک دینار مقرر کیا جائے گا خواہ غنی ہو یا فقیر۔

دلیل :

سرکار علیہ السلام نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کیطرف روانہ فرمایا تو انکو حکم دیا کہ وہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کی مثل کپڑا وصول کریں۔

عند المالک :

سونا رکھنے والوں سے ہر سال چار دینار، اور چاندی رکھنے والوں سے چالیس درھم ہر سال وصول کئے جائیں گے بغیر کمی و زیادتی کے۔

Scanned by CamScanner

دلیل:

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی منقول ہے۔

عند احمد بن حنبل:

امیر آدمی سے ہر سال اڑتالیس درہم، متوسط سے چوبیس درہم اور فقیر سے بارہ درہم وصول لئے جائیں گے۔

ان سے یہ بھی منقول ہے کہ مالی حیثیت کے لحاظ سے کمی زیادتی ہوسکتی ہے۔ (یہ امام الوقت کے اجتہاد پر موقوف ہے)۔

عند الامام الاعظم:

فقیر سے ہر سال بارہ درہم، متوسط سے چوبیس درہم اور امیر سے اڑتالیس درہم لئے جائیں گے۔

امیر، متوسط اور فقیر کا پتہ یوں چلے گا کہ

جو شخص دس ہزار یا زائد درہم کا مالک ہو وہ غنی ہے۔

جو دو سو یا اس سے زائد کا مالک ہو وہ متوسط ہے۔

اور جو دو سو یا کسی شئی کا مالک نہ ہو وہ فقیر ہے۔

دلیل:

جنابِ عمر نے مردوں پر جزیہ مقرر فرمایا۔ غنی پر 48 درہم متوسط پر 24 درہم اور فقیر پر 12 درہم۔

جس نے چند ماہ کا جزیہ نہ دیا پھر مسلمان ہوگیا؟

عند الامام الاعظم: (مزید ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی موقف ہے)۔

سابقہ جزئیہ ساقط ہوگیا اور آئندہ کا بھی ساقط ہوگیا۔

عند الشافعی:

سابقہ دینا پڑے گا مگر آئندہ کا ساقط۔

Scanned by CamScanner

ذمی سے دسواں حصہ:

عند الاحناف والحنابل:

نصف عشر لیا جائے گا "بشرط النصاب مرۃ فی الحول"۔

عند المالکیہ:

عشر لیا جائے گا "کلما مر علی العاشر ولم یشترط النصاب ولا الحول"۔

عشری و خراجی میں فرق:

ہر وہ زمین کہ جس کے رہنے والوں نے اسلام قبول کر لیا ہو یا جنگ میں فتح کے بعد غنیمت کے ذریعے مسلمانوں کو ملی ہو وہ عشری ہے۔

ہر وہ زمین جو جنگ میں فتح سے حاصل ہو مگر وہیں رہنے والوں کو دے دی جائے تو وہ خراجی زمین ہے۔

کیا مسلمان مشرک سے ھدیہ لے سکتا ہے؟

جی نہیں

عام مسلمان مشرک سے ھدیہ قبول نہیں کر سکتے نیز سرکار علیہ السلام اس مشرک سے ہی ھدیہ وصول فرماتے کہ جسکے مسلمان ہونے کی توقع ہوتی یا پھر اسکا ھدیہ لینے میں مسلمانوں کی کوئی بھی مصلحت ہوتی۔ اس کے علاوہ آپ مشرکین کے ھدایا رد فرما دیا کرتے تھے۔

اقطاع:

کسی کو زمین کا ٹکڑا دے دینا اقطاع کہلاتا ہے۔

آگے ملاحظہ

اسکی چند صورتیں

اگلے صفحہ پر

ہیں

زمین کی صورتیں:-

زمین

- ملک میں ہو گی
  - حکم: جسکا قبضہ اسی کی ملک ہے۔
- ملک میں نہیں ہو گی
  - مصالح المسلمین (کیلئے ہو گی)
    - حکم: اسی میں برقرار رکھا جائے۔
  - نہیں ہو گی
    - حکم: یہ مباح ہے کہ جسے قاضی چاہے دے۔

شوافع، مالکیہ اور جمہور کا نظریہ:

غیر آباد بنجر زمین کو ہر کوئی آباد کر سکتا ہے امام کی اجازت کے بغیر۔

احناف کا نظریہ:

امام کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے اسے آباد کرنا جائز نہیں ہے۔

تحقّقِ احیاء؟

عند احمد:

أرض موات کے نفسِ احاطہ سے احیاء متحقّق ہو جائے گی۔

عند الجمہور:

جب تلک خدمتِ سکنیٰ یا زمین کی کمائی اختیار نہ کی جائے احیاء متحقّق نہ ہو گی۔

امواتِ زمین:

یہ وہ زمین ہے کہ جو نہ کسی کی ملک ہو نہ کسی بستی والے کو اس کی ضرورت ہو اور نہ ہی کوئی اس پر کاشت کرتا ہو۔

"موات" کا مقابل "عامر" ہے۔

Scanned by CamScanner

عند الاحناف:

مسلمان کے لئے خراجی زمین خریدنا جائز ہے مگر خراج ویسے ہی برقرار رہے گا جو دینا پڑے گا۔

حمی کا معنی: اس کا تعلق اس موات سے ہے کہ جو سبزہ زار ہو اور لوگوں کی جس سے وابستگی ہو اس سے منع کیا گیا ہے کہ اس میں عوام کا نقصان ہے۔

باب ما جاء فی الرکاز

رکاز:

اس سے مراد جاہلیت کا دفینہ ہے جسے زمین میں گاڑ دیا گیا ہو۔ (اہل حجاز اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے)۔ امام اعظم اور دیگر اہل عراق نے کہا ہے کہ رکاز سے مراد معدن ہے۔

حکم:

رکاز میں خمس ادا کیا جائے گا۔

۳ أقسام

- آگ میں پگھل جاتا ہے اور ڈھلتا نہیں مثلاً: سرمہ اور چونا۔
- پہاڑوں میں پایا جاتا ہے مثلاً: یاقوت وغیرہ۔
- مائع اور سیال ہو مثلاً: تارکول اور مٹی کا تیل۔

عندنا:

فقط پہلی قسم میں خمس کا وجوب ہے بقیہ میں نہیں۔

Scanned by CamScanner

عند احمد:

تمام اقسام میں خمس واجب ہوگا۔

عند المالکیہ والشوافع:

فقط سونے اور چاندی میں خمس واجب ہے۔

رکاز کی مقدار:

عند الاحناف:

رکاز قلیل ہو یا کثیر

اس میں خمس واجب ہے نصاب کی شرط نہیں ہے۔

عند المالکیہ والشوافع:

رکاز کی مقدار نصاب کے مطابق ہونا شرط ہے مگر سال کا گزرنا شرط نہیں ہے۔

دلیل: (عندھما)

فرماتے ہیں کہ پہلے ہی نہ جانے اس پر کتنے سال گزر گئے ہیں لہذا نصاب کامل ہو سال کا گزرنا شرط نہیں ہے۔

دلیل: (عندنا)

جن احادیثِ طیبہ میں رکاز پر خمس کا حکم دیا گیا ہے ان میں یہ دونوں شرطیں نہیں ہیں۔

لہذا بغیر کسی دلیلِ سمعی کے یہ شرط عائد کرنا درست نہیں۔

مسلمان کے گھر سے معدن نکلے؟

عند ابی حنیفۃ:

اس کی ہی ملک ہے۔

عند احمد:

اس پر کوئی شئی واجب نہیں البتہ سال گزرنے پر زکوۃ ادا کرے گا۔

Scanned by CamScanner

عند الصاحبین :

علی الفور خمس ادا کرنا واجب ہے۔

عند الشافعی والمالک :

علی الفور زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔

معدنیات کا مصرف :

عند الاحناف :

(امام مالک کا بھی یہی قول ہے)۔ اِس خمس کا مصرف وہی ہے کہ جو مالِ غنیمت کے خُمس کا ہے۔

امام احمد بن حنبل کے ایک قول کے مطابق اس کا مصرف دینی طلبہ، ادویات حکام کے سیکرٹری وغیرہ ہیں۔

عند الشافعی :

اِس کو مصارفِ زکوٰۃ میں صرف کیا جائے گا۔

مسائلِ شتّٰی :

۱ : اگر کسی نے معدنیات کو جنگلوں یا غیر آباد زمینوں میں پایا تو اس کا خمس واجب ہے اور بقیہ اسی کے لئے ہے۔

۲ : اگر آباد زمین میں پایا کہ امام نے وہ زمین کسی غازی کو دے دی تھی تو اس میں خمس ادا کرنا واجب ہے اور بقیہ غازی یا اُسکے وُرثاء کے لئے ہے۔

۳ : میت کی قبر کھودنا یا اسے دوسری میں منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں اس بارے میں جمہور کے نزدیک پرانی قبروں کو بوقتِ ضرورت اکھاڑ دینا جائز ہے۔ اور عذرِ شرعی کی وجہ سے قبر کھودنا بھی جائز ہے مثلاً دفن کرتے ہوئے کسی کی رقم وغیرہ اندر گر گئی ہو تو کھودنا جائز ہے۔

Scanned by CamScanner

كتاب السُّنَّة

سُنّت: سُنّت سے مُراد عقائدِ اہلسنّت ہیں۔

اُمّت کی دو قسمیں ہیں۔

اُمّت

دعوت → کفّار

ایجاب → مسلمان

بُنیادی فِرقے:

۱۔ شیعہ ۲۔ معتزلہ ۳۔ خوارج

٤۔ قدریہ ۵۔ جبریہ ٦۔ نجاریہ

خُلافتِ راشدہ:

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ عنہ:

(2 سال، 3 ماہ تک)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللّٰہ عنہ:

(10 سال، 6 ماہ تک)

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللّٰہ عنہ:

(12 سال)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ عنہ:

(4 سال، 9 ماہ تک)

سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ

(6 ماہ تک)

Scanned by CamScanner